OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

حضرت محمد ﷺ کے مسلمان برادرانِ نسبتی کی عسکری سرگرمیاں

Military Activities of Prophet Muhammad's Muslim Brothers-in-law

Prof. Dr. Kalsoom Paracha

Professor, Department of Islamic Studies & comparative Religion, The Women University, Multan

Farhana Ashraf

M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies & comparative Religion, The Women University, Multan

Prof. Dr. Saeed ur Rahman

Chairman Department of Islamic Studies, University of Southern Punjab Multan

Abstract

The most beloved Prophet of Allah, Muhammad (SAW). While a great example of love with one's beloved is to make a promise of Jannatul Firdous for the Ummah of one's beloved. And making obedience to himself as well as the obedience of his beloved obligatory this is also a great example of love .In the same way, the one who commits love for the Prophet (SAW) will also established and maintain love for the great family of Prophet (SAW) .The companions of Muhammad (SAW) scarified their life, wealth and families in love of Prophet (SAW).Wives of Prophet (SAW) and their every member has importance , including brothers of the Nobel wives of the Holy Prophet (SAW) who are the Brothers-in-law of Muhammad (SAW) .The goal is to shed light on their multiple Activities.

CC BY

Keywords: Prophet Muhammad (SAW), Brothers-in-law, Military Activities, Companions, Islamic Battles

تمہید

دین اسلام نے انسانی رشتوں کی اہمیت بیان کی ہے۔ چنانچہ قران حکیم میں 12 مقامات پر لفظ "القربی[1]" کا استعمال ہوا ہے جس کے معنی رشتہ داری اور قرابت کے ہیں۔ اسلام قرابت کے حوالے سے تین اسباب کی نشاندہی کرتا ہے: (1) نسبی قرابت ایسی قرابت جو خاندانی نسبت سے ہو جیسے ماں، باپ، بہن اور بھائی وغیرہ۔ (2) صہری قرابت ایسے رشتہ دار جو سسرالی قرابت کی وجہ سے ہوں جیسے بیوی بیٹی شوہر کے سسرالی (3) رضاعی قرابت ایسے قرابت دار جو رضاعت (دودھ شریک) کے اعتبار سے رشتہ دار بن جائیں جیسے رضاعی ماں، رضاعی بہنیں [2] نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی تینوں طرح کے قرابت دار موجود تھے۔ میرا موضوع صہری قرابت داروں میں سے برادران نسبتی پر مشتمل ہے۔ امہات المومنین سے منسلک تمام افراد جن کی تعلق داری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بالواسطہ یا بلاواسطہ ثابت ہو باہمی تعلق کے رشتے دار کہلاتے ہیں۔ "برادر" لفظ اردو میں "بھائی" کے معنی رکھتا ہے۔ "برادر" ب، را، در، بھائی رشتہ دار، ہم مذہب، ہم قوم، ہم پیشہ اس کی جمع "برادران" جمع مذکر کا صیغہ ہے[3] "عربی زبان" میں "اخ" بھائی اس کی جمع "اخواۃ" اخوان[4] "نسیب" نسب سے نسیب (رشتہ دار آپس داری تعلق داری) جمع "نسبا" اور انسبا- اردو زبان میں برادران نسبتی سالہ اور بہنوئی دونوں کے لیے مستعمل ہے[5]۔ برادران نسبتی تعلق داری یا رشتہ داری کا بھائی مراد[6] ہے۔ برادرِ حقیقی، "بردارِ اعیانی" اور سگا بھائی ایک معانی میں آتے ہیں۔ جبکہ حقیقی بھائی کا مفہوم ایسا بھائی جس کے ماں اور باپ ایک ہی ہوں۔ نیز اصطلاح میں "حقیقی برادران نسبتی" ازواج کے وہ بھائی جس کے ماں وباپ ایک ہی ہوں۔ برادر علاتی "سوتیلے بھائی کو کہا جاتا ہے۔۔ جبکہ اس کا مفہوم "ایسا بھائی جن کا باپ ایک ہو اور ماں جُدا جُدا ہوں" اور اصطلاحی طور پر 'علاتی برادران نسبتی' ازواج کے وہ بھائی جس کی والدہ ایک سے زیادہ ہوں اور والد ایک ہی ہو۔ برادر اخیافی 'مفہوم' ایسا بھائی جس کی والدہ ایک ہی ہو جبکہ والد ایک سے زیادہ ہوں اور اصطلاح میں 'علاتی برادران نسبتی' ازواج کے وہ بھائی جس کی والدہ ایک ہو اور والد ایک سے زائد ہو۔ یہاں مراد وہ شخصیات ہیں جو ازواج مطہرات کے بھائی تھے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی کوئی حقیقی بہن نہیں تھی اس لیے رسول اللہ ﷺ کا کوئی حقیقی بہنوئی بھی نہ تھا۔

زیر نظر مبحث کو درج ذیل عنادین میں مُرتب کیا گیا ہے۔

1۔ مختصر تعارف ازواج مطہرات

2۔ رسول اللہ ﷺ کے برادرانِ نسبتی

3۔ رسول ﷺ کے مسلمان حقیقی برادران نسبتی کی عسکری سرگرمیاں

4۔ رسول ﷺ کے مسلمان علاتی برادران نسبتی کی عسکری سرگرمیاں

5۔ رسول ﷺ کے مسلمان اخیافی برادران نسبتی کی عسکری سرگرمیاں

6۔ نتائج بحث

7۔ سفارشات

1۔ مختصر تعارف ازواج مطہرات

رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں 11 نکاح کیے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

حضرت خدیجہ بنت خویلد: تعلق قریش کے قبیلہ بنو اسد سے تھا ان کا پیشہ تجارت تھا جبکہ ان کی ولادت عام الفیل سے 15 سال پہلے 28 ہجری مکہ میں ہوئی آپ نے 11 رمضان المبارک 10 نبوی میں انتقال فرمایا۔ حضرت خدیجہؓ کے چار حقیقی بھائی جن میں عوام، حزم، عدی اور نوفل[7] شامل ہیں جو کہ غیر معروف تھے۔ خدیجہ کے علاتی اور اخیافی بھائی موجود نہیں ہیں

حضرت سودہ بنت زمعہ: کا تعلق قریش کے قبیلہ عامر بن لوئی سے تھا شروع اسلام سے ہی اسلام قبول کر لیا تھا آپ کا نکاح نبی کریم ﷺ کے ساتھ رمضان یا شوال کی 10 نبوی میں ہوا سیدہ سودہ نے 80 سال کی عمر میں حضرت عمر فاروق کے دور خلافت کے آخر 22 ہجری میں مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا[8]۔ عبد اللہ بن زمعہؓ اور مالک بن زمعہؓ حضرت سودہ کے حقیقی بھائی تھے۔ حضرت سودہ کے علاتی بھائیوں میں عبد الرحمن بن زمعہ اور عبد بن زمعہؓ شامل ہیں جبکہ ان کے اخیافی بھائی قرضہ بن عبد عمرو تھے۔

حضرت عائشہ بنت ابی بکرؓ: نبوت کے چوتھے سن پیدا ہوئیں۔ نبی کریم ﷺ سے ازواج مطہرات میں ہجرت سے تین سال پہلے شوال میں آپؐ کے نکاح میں آئیں جبکہ آپ نے 17 سے 18 رمضان 58 ہجری بمطابق 13 جون 678 ہجری منگل کے روز مدینہ منورہ میں وفات پائی[9] حضرت عائشہؓ کے حقیقی بھائی عبد الرحمن بن ابی بکرؓ تھے۔ حضرت عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کی طرف سے علاتی بھائی محمد بن ابی بکر صدیق ، عبد اللہ بن ابی بکر جب کہ اخیافی بھائیوں میں

عبد الرحمن بن الاسود طفیل بن سخرہ، محمد بن جعفر، عبد اللہ بن جعفر، عون بن جعفر، یحیی بن علی ، محمد (اصغر) بن علی ، عون بن علی شاملہیں

حضرت زینب بنت جحشؓ: کا تعلق قبیلہ قریش کے معزز خاندان اسد بن خزیمہ سے تھا جبکہ آپ نبی ﷺ کی پھوپھی کی بیٹی تھیں آپ قدیم الاسلام میں شامل تھیں آپ بعثت نبوی سے 33 سال قبل مکہ میں بمطابق 590 ہجری میں پیدا ہوئیں نبی کریم ﷺ کے ساتھ رشتہ زوجیت میں تین سے چار یا پانچ ہجری میں آئیں آپ کی وفات 20 ہجری بمطابق 53 یا 64 سال کی عمر میں مدینہ میں ہوئی[10]۔ عبد اللہؓ، عبید اللہ اور ابو احمدؓ حضرت زینب بنت جحش کے حقیقی بھائی تھے۔ آپ کے علاتی اور اخیافی بھائی موجود نہیں ہیں۔

حضرت ام سلمہؓ: آپ کا نام رملہ تھا سہیل بن مغیرہ کی بیٹی تھیں آپ کا تعلق قریش کے قبیلہ بنو مخزوم سے تھا آپ کی پیدائش بعثت نبوی سے نو سال قبل ہوئی حضرت ام سلمہ 61 نے 62 یا 63 ہجری میں 84 سال کی عمر میں وفات پائی[11]۔ المہاجر بن ابی اُمیہ حضرت اُم سلمہؓ کے حقیقی بھائی تھے۔ عبد اللہ بن ابی امیہ ، زبیر بن ابی امیہ، عامر بن ابی امیہ علاتی بھائی تھے جبکہ مسعود، ہشام، اسلم، ابو عبیدہ، ابو ربیعہ اخیافی بھائی تھے۔

حضرت زینب بنت خزیمہؓ: آپ کو ام المساکین کی کنیت حاصل ہے جبکہ آپ کا نکاح نبی کریم ﷺ سے تین ہجری رمضان المبارک میں ہوا آپ کی پیدائش بعثت نبوی سے 13 سال قبل مکہ میں ہوئی جبکہ آپ کی وفات 30 سال کی عمر میں مدینہ منورہ

میں ہوئی اور آپ جنت البقیع میں مدفون ہیں[12]۔ ابن ابی حثیمہؓ حضرت زینب بنت خزیمہؓ کے حقیقی بھائی تھے۔ آپ کے علاتی اور اخیافی بھائی نہ تھے

حضرت حفصہ بنت عمرؓ۔ حضرت عمر فاروق کی صاحبزادی تھیں قریش قبیلہ بنی عدی سے تعلق رکھتی تھیں۔ تعمیر کعبہ کے پانچ سال قبل، قبل از نبوت پیدا ہوئیں جبکہ چھ ہجری میں رسول ﷺ کے ساتھ زوجیت میں آئیں پانچ شعبان 45 ہجری میں حضرت حفصہؓ نے امیر معاویہ کے دور حکومت میں وفات پائی[13]۔ عبد اللہ بن عمر ، عبد الرحمن بن عمر (اکبر) حفصرت حفصہ کے حقیقی بھائی تھے عبید اللہ بن عمر ، عاصم بن عمر، زید بن عمر (اصغر) ، عبد الرحمٰن بن عمر (اوسط) زید اکبر ، عیاض بن عمر ، مجیر بن عمر (عبد الرحمن اصغر) علاتی بھائی تھے۔ عبد اللہ بن اقمر ، حارثہ بن وھب، عبد الرحمن بن یزید اخیافی بھائی تھے۔

حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان: رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے 17 سال قبل مکہ میں پیدا ہوئیں نبی کریم کے ساتھ رشتہ زوجیت میں چھ یا سات ہجری میں 36 یا 37 سال کی عمر میں آئیں آپ کی وفات 44 ہجری 72 یا 73 سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں ہوئی[14]۔ جبکہ حنظلہ بن ابی سفیان امِ حبیبہؓ کے حقیقی بھائی تھے جو نبی کریم ﷺ کے غلام حضرت زید بن حارثہ کے ہاتوں میدان جنگ میں حالت کفر میں قتل ہوا جب کہ وہ اس وقت مسلمان نہ تھے[15]۔ آپ کے علاتی اور اخیافی بھائی نہ تھے۔

سیدہ جویریہ بنت حارث: قبیلہ بنو مصطلق سے تعلق رکھتی تھیں آپ حارث بن ضرار جو قبیلہ بنو مصطلق کے سردار تھے ان کی بیٹی تھیں۔ نبی کریم ﷺ کے ساتھ شعبان میں پانچ ہجری میں 16 یا 20 سال کی عمر میں زوجیت میں آئیں آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے مدینہ منورہ میں 65 یا 71 سال کی عمر میں 50 سن ہجری میں وفات پائی[16]۔ حضرت جویریہؓ کے حقیقی بھائی عبد اللہ بن حارثؓ اور عمرو بن حارث تھے[17] آپ کے علاتی اور اخیافی بھائی نہ تھے

حضرت صفیہ بنت حیی بن اخطب: نکاح 17 سال کی عمر میں ہوا۔ حضرت صفیہ بنت حی بن اخطب بنو نظیر کے سردار کی بیٹی تھیں جمادی الاخر 7 سن ہجری میں 17 سال کی عمر میں آپ ﷺ کے نکاح میں آئیں جبکہ اس وقت اآپؐ کی عمر 59 سال تھی۔ 60 سال کی عمر میں میں مدینہ منورہ میں 50 ہجری میں انہوں نے وفات پائی[18] آپ کے کوئی بھائی نہ تھے۔

حضرت میمونہؓ۔ اصل نام برا تھا قبیلہ قیس بن عیلان سے تعلق رکھتی تھیں حضرت میمونہ بنت حارث شوال سات ہجری رنبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رشتہ ازواج میں منسلک ہوئیں ان کی وفات کے سال میں اختلاف 49 ہجری 51 ہجری 63 ہجری 66 ہجری[19] میں پایا جاتا ہے حضرت میمونہؓ کے حقیقی، علاتی اور اخیافی بھائی موجود نہیں تھے

2۔ رسول اللہ ﷺ کے برادرانِ نسبتی

حقیقی برادران نسبتی میں نوفل بن خویلد، عدی بن خویلد، عبد اللہ بن زمعہ، مالک بن زمعہ، عبد الرحمن بن ابی بکر، عبد اللہ بن عمر ، عبد الرحمن بن عمر (اکبر) سیدنا ابن ابی حثیمہ، المہاجر بن ابی امیہ، عبد اللہ بن جحش، عبید اللہ بن جحش، ابو احمد بن جحش، عبد اللہ بن حارث، عمر بن حارث، حنظلہ بن ابی سفیان، مابور بن شمعون علاتی برادران نسبتی میں عبد الرحمن بن زمعہ، عبد بن زمعہ ، محمد بن ابی بکر، عبد اللہ بن ابی بکر، عبد اللہ بن امیہ، زبیر بن ابی امیہ، عامر بن ابی امیہ، امیر معاویہ بن ابی سفیان، یزید بن ابی سفیان، عمر بن ابی سفیان، عتبہ بن ابی سفیان، عنبسہ بن ابی سفیان، محمد بن ابی سفیان

اخیافی برادران نسبتی میں قرظہ بن عبد عمر، عبد الرحمن بن الاسود، طفیل بن سخرہ، محمد بن جعفر، عبد اللہ بن جعفر، عون بن جعفر، یحیی بن علی، محمد (اصغر) بن علی، عون بن علی عبد اللہ بن اقمر، حارثہ بن وہب، عبد الرحمن بن یزید، مسعود، ہشام، اسلم، ابو عبیدہ ا، بو ربیعہ

3۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مسلمان حقیقی برادران نسبتی کی عسکری سرگرمیاں

ذیل میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے درج ذیل برادران نسبتی کی عسکری سرگرمیوں کا ذکر کیا جارہا ہے۔

3.1 **حضرت عبد الرحمن بن ابی بکرؓ:** حضرت ابو بکر صدیقؓ کے بیٹے اور حضرت عائشہؓ کے حقیقی بھائی تھے۔ ان کے تمام خاندان نے شروع سے ہی اسلام قبول کر لیا تھا لیکن حضرت عبد الرحمن ان سے مستثنی رہے اور عرصہ دراز تک اپنے مذہب کے حامی رہے۔ غزوہ بدر[20] میں مشرکین مکہ کے ساتھ تھے حضرت ابو بکر صدیق یہ دیکھ کر آنکھ میں خون اتر آیا اور آگے بڑھ کر مقابلہ کرنا چاہا لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اجازت نہیں دی۔ غزوہ احد[21] میں بھی وہ مشرکین مکہ کے ساتھ تھے۔ انہوں نے صلح حدیبیہ[22] کے وقت قبول اسلام کیا۔ واقعہ حدیبیہ کے بعد جس قدر بھی غزوات پیش آئے یہ ان میں جاں بازی کا مظاہرہ کرتے نظر آئے، ان کا شمار نہایت باکمال تیر اندازوں میں ہوتا ہے نہایت بہادر اور فرماں بردار بیٹے تھے۔ 53ھ میں ہی انتقال ہوا[23] یمامہ[24] کہ جنگ میں آپ نے اپنے باکمال جوہر دکھائے اور اس جنگ میں بڑے سرداروں کو جہنم رسید کیا۔

3.2 **حضرت عبد اللہ بن عمرؓ:** حضرت حفصہؓ کے حقیقی بھائی اور حضرت عمرؓ کے فرزند تھے۔ آپؓ کی فضیلت کتب حدیث سے ظاہر ہے۔ ان کی جملہ مرویات 2630 ہے۔[25] ان کی پیدائش کا زمانہ 62 کا دوسرا سال تھا جبکہ چار ہجری میں اسلام قبول کیا ہجری 73 میں حضرت ابنِ عمر کی وفات کا سبب زہر آلود نیز ابنا حجاج[26] نے ایک شخص کو حکم دیا اس نے اپنے نیزے کی نوک پر زہر لگایا اور حضرت ابنِ عمر سے بھڑ کر نکلا اور ان کی پشت پر وہ نیزہ مارا جس کی وجہ سے کئی روز علالت کے بعد وفات پا گیں[27] غزوہ احد اور بدر میں آپ کی صغیر السن ہونے کی وجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو شرکت کی اجازت نہ دی۔ احد کے دو سال بعد 5ھ میں غزوہ خندق[28] میں آپ کو شرکت کی اجازت ملی اور یہ آپ کا پہلا معرکہ تھا۔ غزوہ خیبر[29] میں بھی وہ مجاہدانہ شریک ہوئے اور اس سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حلال وحرام کے جو بعض خاص احکام جاری فرمائے وہ ان کی راوی رہے۔ فتح مکہ[30] قریش اور اسلام کی فتح وشکست کا آخری معرکہ تھا اس وقت ابن عمر کی عمر 20 سال تھی پورے جوان ہو چکے تھے اور سرفروش مجاہد کی حیثیت سے دوسرے مجاہدین کے ساتھ تھے سامان جنگ میں ایک تیز رفتار گھوڑا اور ایک بھاری نیزہ جسم پر ایک چھوٹی سی چادر تھی اور خود اپنے ہاتھ سے گھوڑے کے لیے گھاس کاٹ رہے تھے اس حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر پڑی تو تعریف کے لہجے میں فرمایا کہ 'عبد اللہ ہے عبد اللہ'۔ فتح مکہ کے بعد خانہ کعبہ میں نبی کریم کے ساتھ پیچھے پیچھے داخل ہوئے آپ اونٹ پر سوار مکہ کے بالائی حصہ کی طرف داخل ہوئے۔ غزوہ حنین[31] میں بھی صف آراہ تھے چنانچہ حنین کی واپسی کے بعد واقعات کے سلسلہ میں کہتے ہیں کہ جب ہم غزوہ حنین سے لوٹے تو حضرت عمر نے اعتکاف کی نظر کی کے متعلق پوچھا جو جاہلیت کے زمانے میں مانی تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پورا کرنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد طائف کا محاصرہ ہوا اس محاصرے میں بھی ابن عمر پیش پیش تھے چنانچہ اس محاصرہ کے واقعات بیان کرتے تھے کہ محاصرہ میں مسلمانوں کو کامیابی نہ ہوئی نبی کریمؐ نے فرمایا کہ انشاء اللہ کل محاصرہ اٹھا کر واپس ہو جائیں گے یہ بات لوگوں پر گراں گزری۔ انہوں نے عرض کیا کہ 'بغیر فتح کیے لوٹ جائیں' آپ نے فرمایا 'اچھا کل پھر لڑلو''۔ حجۃ الوداع نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری غزوہ تبوک 9ھ میں پیش آیا اس میں نبی کریمؐ نے 30 ہزار کے جماعت کے ساتھ

رومیوں کے مقابلے کے لیے تبوک کا رخ کیا حضرت ابن عمر اس میں شریک تھے[32] چنانچہ فرماتے ہیں کہ نبی کریمؐ حجر کی طرف گزرے فرمایا" ان لوگوں کے مسکن میں داخل نہ ہو جنہوں نے اپنے اوپر[33] ظلم کیا

3.3۔ حضرت عبداللہ بن جحشؓ: آپؓ جحش بن رباب کے فرزند تھے ان کی والدہ محترمہ امیمہ بنت عبد المطلب رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی تھیں[34] اور یہ حضرت زینب بنت جحشؓ کے حقیقی بھائی تھے[35] ماہ رجب 2 ہجری میں رسول ﷺ نے ایک جمعیت کی امارت ان کے سپرد کی اور یہ حکم دیا کہ دو دن کے سفر کے بعد اسے بڑھنا اور اس میں درج ہدایات پر عمل کرنا حضرت عبد اللہ نے بمطابق حکم رسول دو روز بعد کھولا جس میں لکھا تھا کہ مکہ و طائف کے درمیان نخلستان پہنچ کر قریش کی نقل و حرکت پر نظر رکھیں آپ نے ویسے ہی حکم کر عمل کیا اور اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے فرمایا" صاحبو میں رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کو پورا کر کے رہوں گا، تم لوگوں میں سے جو شہادت کا آرزو مند ہے وہ چلے جو ناپسند کرے وہ لوٹ جائے میں کسی کو مجبور نہ کروں گا[36]" تاہم عمر بن حضرمی کے گروہ سے مال غنیمت میں سے حضرت عبد اللہ بن جحش نے ایک خمس نکال لیا اس وقت آیت خمس [37] نازل نہیں ہوئی تھیحضرت عبد اللہ بن جحش غزوہِ بدر و احد میں شریک ہوئے حضرت سعد بن ابی وقاص[38] فرماتے ہیں کہ جنگ احد کے ایک دن پہلے میں نے اور عبد اللہ نے ایک دعا مانگی تھی میرے یہ الفاظ تھے "اے خدا کل جو دشمن میرے مقابلے آئے وہ نہایت بہادر اور غضبناک ہو تا کہ میں تیری راہ میں اس کو قتل کروں" عبد اللہ نے آمین کہا پھر دست بدعا ہوئے[39] شوال 3 ہجری میں حضرت عبد اللہ بن جحش اس جوش کا مظاہرہ کرتے لڑے کہ ان کی تلوار ٹوٹ گئی رسول ﷺ نے کھجور کی چھڑی دی حیران کن معجزہ یہ ہوا کہ ان کے ہاتھ میں شاخ آتے ہی تلوار بن گئی مورخین کہتے ہیں کہ یہ تلوار چونکہ کھجور کی ٹہنی کی تھی اس لیے اس کا نام عرجون[40] تھا اس سے ہی لڑتے رہے اور۔ 7 شوال 3 ہجری کو ابو الحکم ابن اخنس تقفی[41] کے وار سے شہادت نصیب فرمائی مشرکین نے ان کا مثلہ کیا اور ناک کان کاٹ کر دھاگے میں پرو دیے[42]

4۔ رسول ﷺ کے مسلمان علاتی برادران نسبتی کی عسکری سرگرمیاں

4.1 عبد اللہ بن ابی بکرؓ: حضرت عائشہؓ کے علاتی بھائی اور ان کی والدہ محترمہ قتیلہ بنت عبد العزی تھیں زمانہ جاہلیت میں ان کا نام عبد الکعبہ تھا[43]۔ ہجرت کے موقع پر آپ کا کردار نہایت اہمیت کا حامل تھا اور آپ کی بہادری و شجاعت بھی مشہور تھی آپ دن بھر مکہ میں گزار کر مکہ والوں کی تمام خبریں رات کو جا کر رسول اللہ کو غار میں پہنچاتے تھے۔ عبد اللہ بن ابی بکر غزوہ طائف میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ساتھ شامل تھے اپنے باپ کی خلافت تک زندہ رہے[44] طائف کی جنگ میں زہر آلود تیر لگنے سے شوال 11 ہجری میں انہوں نے وفات پائی[45]

2۔4 محمد بن ابی بکرؓ: حضرت ابو بکر صدیقؓ کے بیٹے اور حضرت عائشہؓ کے علاتی بھائی تھے۔ ان کی والدہ اسماء بنت عمیسؓ جلیل القدر صحابیات میں شمار ہوتی ہیں[46]۔ حجۃ الوداع کے موقع پر ذوالحلیفہ میں ان کی والدہ حالت احرام میں تھی جب ان کی پیدائش ہوئی۔ جنگ جمل و صفین[47] میں حضرت علی کے ساتھ ساتھ تھے 37ھ میں حضرت علی نے مصر کا گورنر منتخب کیا حضرت معاویہ نے حضرت عمر بن عاص[48] کو ایک لشکر کے ساتھ بھیجا تو محمد بن ابی بکر نے اس کا مقابلہ کیا اور پھر کہیں روپوش ہو گئے شکست کے بعد ایک عورت کے گھر چھپ گئے وہیں سے پکڑے گئے اور 38ھ کو شہید کر دیے گئے[49]

4.3 عبید اللہ بن عمرؓ: حضرت حفصہؓ کے علاتی بھائی جبکہ ان کی والدہ کا نام ملیکہ بنت جدول خزاعی تھا۔ شجاعت، پہلوانی میں مشہور تھے۔ قریش کے شہسواروں میں شامل تھے۔ ان کی کنیت ابو عیسی تھی اور آپ ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے انہوں نے اپنے

والد گرامی حضرت عمر سے حدیث کا سماع کیا ہے[50] یہ حارثہ بن وہب مشہور صحابی (ت 1535) کے ماں شریک بھائی تھے[51] جنگ صفین میں حضرت معاویہ کی طرف سے شریک ہوئے اور حضرت معاویہ کے ساتھ ساتھ اس جنگ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جنگ صفین میں ربیع الاول 36 ہجری میں وفات پائی[52]

4.4 عبداللہ بن ابی امیہؓ: زوجہ رسول ﷺ حضرت اُمِ سلمہؓ کے علاتی بھائی تھے۔ جبکہ ان کی والدہ عاتکہ بنت عبد المطلب جو رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی تھیں[53] والد سہیل بن مغیرہ تھے۔ قبول اسلام سے پہلے اسلام دشمن ارکان میں شامل تھے فتح مکہ سے پہلے اسلام کی روشنی سے سرفراز ہوئے۔ آپ غزوہ فتح مکہ، غزوہ حنین اور طائف میں جہاد کے لیے شریک رہے اور اپنی بہادری وشجاعت دکھاتے ہوئے طائف میں شہادت پائی[54]

4.5 امیر معاویہ بن ابی سفیانؓ: اُمِ المومنین حضرت اُمِ حبیبہؓ کے علاتی بھائی اور حضرت سفیان بن حربؓ کے فرزند تھے۔ ان کی والدہ ہندہ بنت عتبہ[41] تھیں۔ **فتوحات شام[42] میں معاویہ کی شرکت:** حضرت امیر معاویہ فتح مکہ کے دن اور ان کے والد اور والدہ ہندہ بنت عتبہ فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے رسول اللہ ﷺ کی حیات میں ان کو کوئی نمایاں کارنامہ دکھانے کا موقع نہ مل سکا۔ شام کے فوجی کے دستے میں ان کے بھائی یزید بن ابی سفیان دستہ کے امیر مقرر تھے۔ جبکہ حضرت عمر بن العاص کو اس کے ساحلی علاقے پر مقرر فرمادیا اور ان کے مقابلے کے لیے رومیوں کا مقابلہ اور قسطنطنیہ سے امدادی فوجیں آئیں اس امدادی دستہ کے مقدمتہ الجیش کی کمان معاویہ کے ہاتھ میں تھی اس میں انہوں نے کارنامے نمایاں سرانجام دیا اس کے بعد اس سلسلے سے متعلق تمام لڑائیوں میں حصہ لیا۔ دمشق[43] کی تسخیر میں دشمن کی تسخیر کے بعد جب یزید، عرقہ صیدا جبیل اور بیروت وغیرہ کے ساحلی علاقے کی طرف بڑھے تو حضرت معاویہ اس میں رہبری کے طور پر مقرر تھے اس کے بعد حضرت عمر فاروق کے عہد کے اخیر میں خلافت میں رومیوں نے شام کے بعض مقامات واپس لے لیے تو حضرت معاویہ نے ان کو ہرا کر دوبارہ حاصل کر لیے قسیار[44] کی مہم خاص طور پر حضرت عمر نے ان کے سپرد کر دی۔ طرابلس الشام کی فتح میں حضرت عثمان نے ان کو شام کے تمام انتظامات کے ساتھ جنگی اختیارات بھی سونپ دیے تھے اس سے فتوحات اسلامی بہت مفید ثابت ہوئیں سرحدی رومی اکثر مسلمانوں سے چھیڑ چھاڑ کیا کرتے تھے چنانچہ حضرت عمر کے عہد میں بعض ساحلوں پر انہوں نے قبضہ کر لیا لہٰذا حضرت معاویہ نے سفیان بن مجیب ازدی کو طرابلس الشام کی فتح پر مقرر فرمادیا اور فوجی مرکز پر قلعہ قائم کر کے رومی قلعہ کو بند کر دیا اور خفیہ طور پر شہنشاہ روم کو خط لکھا کہ ہماری امداد کے لیے فوجیں بھیجی جاتیں تاکہ ہم مسلمانوں کا مقابلہ کر سکیں اور اگر فوجیں نہیں آسکتیں تو کم از کم کچھ کشتیاں ہی بھجوا دیں تاکہ اس حصار سے ہم کو نجات ملے امیر سفیان دن کو رومی قلعہ کی نگرانی سرانجام دیتے اور رات کو اپنی فوج لے کر اپنے قلعے میں چلے جاتے ایک شب رومی اپنے قلعوں سے نکلے اور واپس آنے سے پہلے انہوں نے ان کے قلعے پر اپنا قبضہ بلا مزاحمت ہی کر لیا۔ عموریہ[42] پر فوج کشی اور فتوحات شام کی سرحد پر عموریہ ایک پرانا شہر تھا جہاں پر رومیوں کے قلعے تھے چنانچہ 25ھ میں امیر معاویہ اس طرف بڑھ گئے راستے میں انطاکیہ سے لے کر طرطوس تک تمام قلعے ان کو خالی ملے ان سب میں شام، جزیرہ قنسرین سے آدمی لے کر بسائے اور رومیوں کے قلعے مسمار کر دیے **شمشاط کی فتح[43]:** **حضرت** امیر معاویہ کے ان کارناموں کے صلہ میں حضرت عثمان نے جزیرہ بھی ان کی زیر سلطنت کر دیا جزیرہ حضرت عمر کے زمانے میں ہی فتح ہو چکا تھا لیکن اس کے بعض سرحدی مقامات ابھی بھی رومیوں کے قبضہ میں تھے ان ہی میں ایک مقام شمشاط بھی تھا حضرت عثمان نے شمشاط کی طرف بڑھنے کا حکم دیا انہوں نے سلمہ فہری اور صفوان بن معطل کے سپرد یہ مہم کی لہٰذا

انہوں نے آسانی سے اس پر قبضہ کر لیا اور حضرت امیر معاویہ نے خود بھی اس مہم میں شامل رہے۔**ملطیہ کی فتح:**[44]ملطیہ بھی ایک سرحدی مقام تھا اور دونوں حکومتوں کے درمیان حد فاصل تھا اس لیے بحر روم میں تحت کے لیے اس کو بھی توڑنا لازم تھا۔**افریقہ کی جنگ**[45]**:** افریقہ یعنی تیونس، الجزائر، اور مراکش قیصر کے زیر حکومت تھے حضرت عمر کے زمانے میں یہاں فتوحات ہوئیں لیکن قیصر کے بہت سے مقبوضات ان کے ہاتھوں سے نکل چکے تھے اس لیے ان کا جوش وولولہ بیت بلند تھا امیر معاویہ اور عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح فاتح افریقہ مدافعت کے لیے بڑھے اور جب دونوں بیڑے ایک دوسرے کے مد مقابل ہوئے تو تیز و تند طوفان چلنے لگے اس لیے اس دن ایک شب کے لیے صلح کے بعد دونوں اپنی اپنی دعا و عبادت میں مصروف رہے لیکن اگلے ہی دن رومی ہمہ تن تیار تھے انہوں نے فوراً حملہ کر دیا طرفین کی بہادری کے زیر اثر بعد میں آخر مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور 32ھ میں امیر معاویہ بحر روم کو عبور کر کے قسطنطنیہ پہنچے 33ھ میں حص المراۃ پر حملہ کیا۔

قبرص کی فتح[46]**:** بحر ابیض متوسط میں ساحل شام سے تھوڑی مسافت پر قبرص (سائپرس) نہایت سرسبز شاداب جزیرہ ہے عہدِ فاروقی سے حضرت معاویہ کی اس پر نظر تھی اس کو فتح کرنے کے لیے حضرت معاویہ نے حضرت عمر سے اجازت طلب کی جبکہ حضرت عمر کو بحری جنگ میں مسلمانوں کو خطرے میں ڈالنا پسند نہ تھا اس لیے امیر معاویہ کو اجازت نہ دی لیکن ان کے بار بار اصرار پر اجازت دے دی اور 33ھ میں حضرت امیر معاویہ 5 سو جہازوں کے عظیم الشان بیڑے کے ساتھ قبرص کو فتح کر لیا۔

دور فتن کا آغاز[47]**:** حضرت عثمان اور اکابر صحابہ کرام نے اپنی اپنی کاوشوں سے اس فتنے کے خاتمے کے لیے کوششیں شروع کیں لیکن منافقین اور اسلام دشمن عناصر کی وجہ سے معاملات مزید خراب ہوگئے اس وقت امیر معاویہ شام میں مقیم تھے حضرت عثمان نے ان کو بلا بھیجا آپ واپس آئے مگر معاملات کی سنگینی کو دیکھ کر شام واپس لوٹ گئے اور حضرت عثمان کی شہادت تک برابر شام میں ہی رہے اس واقعہ ہالہ کے بعد جنگ جمل ہوئی مگر امیر معاویہ نے حصہ نہ لیا۔صیغہ فوج:**حضرت امیر معاویہ کے زیر** سایہ صیغہ فوج یعنی فوجی کا نظام میں بہتری کا موجب بنے فوج کا نظام تو اصل میں حضرت عمر کے زمانے میں ہی مکمل ہو چکا تھا لیکن حضرت امیر معاویہ کے دور میں بہت ہی کم ترمیم کی گئی۔ **قلعوں کی تعمیر و بحری فوج اور جہاز سازی کے کارنامے:** حضرت امیر معاویہ کے زیر اثر قلعوں کی تعمیر کا دور جن میں انطرطوس، مرقیہ، اور بنیارس نے قلعے تعمیر ہوئے حضرت امیر معاویہ کو سمندروں سے کھیلنے کا شوق تھا کہ حضرت عثمان نے اصرار سے اجازت لی اور اسلامی بیڑے کو اس عہد کے مشہور رومی بیڑوں سے بڑھا دیا اور 33ھ میں 500 جہازوں کے ساتھ قبرص پر حملہ کیا۔[49]ان کی وفات 78 سال کی عمر میں 60 ہجری میں ہوئی[48]

4.6 یزید بن ابی سفیان: زوجہ رسول ﷺ حضرت ام حبیبہ کے علاتی بھائی اور نبی کریم ﷺ کے برادران نسبتی کی حیثیت رکھتے تھے۔ ان کی والدہ زینب بنت نوفل تھیں۔ ان کا لقب (یزید الخیر) تھا۔ حضرت ابو سفیانؓ کے سب سے افضل بیٹوں میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کے وفات 18 ہجری میں طائف کی وبا سے شام کی سرزمین میں ہوئی[50]۔ فتح مکہ میں اپنے اہل و عیال کے ساتھ ہی دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور غزوات میں سب سے پہلے حنین میں شامل ہوئے اور آپ نے ان کو فرانس کا امیر بنایا۔ حضرت یزید نہایت بہادر و شجاعت مند انسان تھے لیکن بہت اخیر میں آکر اسلام میں داخل ہوئے اس لیے عہد نبوی میں اپنی زیادہ تر خدمات پیش نہ کر سکے۔ جبکہ عہد صدیقی میں ہی ان نے کارنامے اور خدمات ظاہر ہوئیں چنانچہ جب شام کر فوج کشی ہوئی تو حضرت ابو بکر نے یزید بن ابی سفیان کو شرف امارات سے نوازا چنانچہ آپ شام کی طرف روانہ ہوئے اور ارض شام میں پہنچنے کے بعد سب سے پہلے خالد بن ولید کے ساتھ بصرہ پر حملہ کیا بصرہ کے بعد فلسطین کی طرف رخ کر لیا اور اجنادین میں رومیوں سے

مقابلہ کر کے ان کو بھی مات دے دی۔ دمشق کے محاصرہ میں شہر کے ہر ہر حصہ میں علیحدہ اپنے امیر کا تعین کیا یہ سب نگرانی یزید بن ابی سفیان کے سپرد تھی مشہور جنگ یرموک[51] میں یزید ایک حصہ فوج کے امیر تھے[52] حضرت عبید کی وفات کے بعد 18 ھ میں حضرت عمر نے یزید کو فلسطین کا حاکم متعین کر دیا قیساریہ کی مہم بھی ان نے حوالے کر دی مطان نے اس وقت قیساریہ کا محاصرہ کر رکھا تھا جبکہ یزید بن ابی سفیان 17 ہزار فوج لے کر ان کی مدد کے لیے قیساریہ پہنچے اور اپنے بھائی معاویہ کو قائم مقام متعین کر کے واپس فلسطین آ گئے حضرت امیر معاویہ نے یہ مہم ختم کر کے دور الخلافہ اطلاع پہنچائی یزید بن ابی سفیان شام کی فتوحات میں بڑی مدد ملی[53]

5۔رسول ﷺ کے مسلمان اخیافی برادران نسبتی کی عسکری سرگرمیاں

اخیافی برادران نسبتی کی کل تعداد 17 ہیں۔ جن میں زیادہ تر افراد غیر معروف ہیں

5.1 محمد بن جعفر بن ابی طالب: ان کی والدہ اسماء بنت عمیسؓ تھی۔ جبکہ حضرت عائشہؓ کے اخیافی بھائی اور جبکہ ان کے والدِ گرامی جعفر بن ابی طالب تھے۔ ان کی کنیت ابو القاسم تھی شہادت جنگ صفین میں تستر کے مقام پر ہوئی[54] جنگ صفین میں اپنی خدمات کے جوہر دکھاتے رہے۔ **شہادت:** یہ جنگ صفین میں ہی شہید کر دیے گئے اپنے بھائی محمد بن ابی بکر کے ساتھ مصر میں تھے جب قتل ہوئے تو محمد بن جعفر چھپ گئے اور غافق کے رہنے والے ایک شخص نے ان کے بارے میں معلومات فراہم کیں تو یہ فلسطین کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے۔[55]

5۔2 عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالبؓ: رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بیٹے اور حضرت عائشہؓ کے اخیافی بھائی تھے ان کی ولداہ سماء بنت عمیسؓ تھیں[56]۔ حبشہ کی سرزمین میں پیدا ہوئے اور 80 ہجری میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ فیاضی اور سخاوت کے مالک تھے۔ زمانہ اسلام میں جزیرۃ العرب میں آپؓ کی فیاضی مشہور تھی[57] خلفائے ثلاثہ میں عبد اللہ بن جعفر کم سنی کی حالت میں تھے اس لیے وہ جنگ صفین میں اپنے اہل و عیال میں سے حضرت علی کے ساتھ تھے اور ان کی حمایت میں شام کی فوج کے ساتھ لڑے اور التوائے جنگ کے عہد نامے پر حضرت علی کی جانب سے گواہ تھے ابن ملجم نے جب حضرت علی کو شہید کیا تو ان نے قصاص کے بدلے میں عبد اللہ نے ہی اس کے ہاتھ پاؤں کاٹے تھے[58]۔

6۔ خلاصۂ بحث

ازواج مطہرات کے حقیقی، علاتی اور اخیافی بھائی رسول اکرم ﷺ کے برادران نسبتی کا درجہ رکھتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے 18 حقیقی برادران نسبتی میں سے چند ایسے افراد جن کو اُن کی عسکری، سرگرمیوں کی وجہ سے شہرت ملی۔ اُن کی تعداد 4 ہے۔ جن میں حضرت عبد الرحمن بن ابی بکرؓ، حضرت عبد اللہ بن عمرؓ، اور حضرت عبد اللہ ن جحشؓ شامل ہیں جبکہ علاتی برادران نسبتی 20 میں سے 7 ایسی مشہور ہستیاں بھی شامل ہیں جن کو اُن کی ناقابل فراموش صلاحیتوں کی وجہ سے شہرت حاصل ہوئی۔ اُن میں عبد بن زمعہؓ، محمد بن ابی بکرؓ، عبد اللہ بن ابی بکرؓ، عبید اللہ بن عمرؓ، عبد اللہ بن ابی اُمیہؓ، امیر معاویہؓ اور یزید بن ابی سفیانؓ شامل ہیں۔ اخیافی برادران نسبتی جن کی کُل تعداد 17 ہیں ان شخصیات میں زیادہ تر افراد غیر معروف تھے۔ اس لیے اخیافی برادران نسبتی میں زیادہ شہرت حاصل کرنے والے 2 افراد ہیں جن مین محمد بن جعفرؓ اور عبد اللہ بن جعفرؓ جیسی قابل ستائش شخصیات شامل ہیں۔ امہات المومنین کے حقیقی، علاتی، اخیافی بھائیوں میں سے کثیر تعداد قبل اسلام ہے۔ دیگر مسلمان شخصیات میں زیادہ تر صحابہؓ اور تابعینؒ میں شمار ہوتے ہیں۔ شہرت یافتہ صحابہ اکرامؓ میں حضرت امیر معاویہؓ، یزید بن ابی سفیانؓ، عبد الرحمن بن ابی

بکر، عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن جحشؓ عبداللہ بن جعفرؓ شامل ہیں۔ جبکہ تابعین میں عامر بن ابی امیہؓ، عنبسہ بن ابی سفیان اور عبد الرحمن بن یزید شامل ہیں۔ برادران نسبتی میں دیگر افراد غیر معروف اغیر مسلم حالت کفر میں دنیائے فانی سے چلے گئے۔ حقیقی بھائیوں میں سے عبداللہ بن زمعہؓ کا فضل و کمال، عبدالرحمن بن ابی بکرؓ جنگ یمامہ میں ڈٹے رہنا اور بیعت یزید سے انکار اور دیگر غزوات میں دشمنوں کو شکست دینا شامل ہے۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرؓ کا نسل در نسل صحابی رسول ﷺ ہونے کا شرف حاصل کرنا۔ عبداللہ بن جحشؓ کا غزوہ بدر میں شرکت اور غزوہ احد میں تلوار ٹوٹنے کے باوجود نہایت بہادری و دلیری سے دشمن کا مقابلہ کرنا۔ علاتی برادران نسبتی میں محمد بن ابی بکرؓ جنگ جمل و صفین میں حضرت علیؓ کے ساتھ رہنا، عبید اللہ بن عمرؓ کا آپنے والد سے سماع حدیث اور جنگ میں معاویہؓ کے ساتھ شرکت اور شہادت۔ عبداللہ بن ابی امیہؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کا فتوحات شام، طرابلس اور شمشاط میں شمولیت، فوجی اور پولیس، ذرائع خبر رساں، بحری و بری بیروں کی ترقی قابل ستائش ہے۔

حوالاجات

1۔﴿ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ﴾- (اور رشتہ داروں کو ان کا حق دے اور مسکین اور مسافر کو اور فضول نہ اڑا) (القران 17-26)، ﴿ وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾۔(اور قسم نہ کھائیں وہ جو تم میں فضیلت والے اور گنجائش والے ہیں قرابت والوں اور مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو دینے کی، اور چاہیے کہ معاف کریں اور درگزریں، کیا تم اسے دوست نہیں رکھتے کہ اللہ تمہاری بخشش کرے، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے)(القران 22-24)۔

2-القران، 4:23

3۔ مولوی، فیروز الدین، فیروز اللغات، (نیا ایڈیشن، فیروز سنز لمیٹڈ کراچی)، ص192

4۔ قاسمی کیرانوی، وحید الزماں، ادارہ اسلامیات، القاموس الجدید، (دارالعلوم دیوبند، لاہور)، ص15 س۔ن

5۔ ایضا، ص، 682

6۔ قاسمی کرانوی، وحید الزماں، القاموس الجدید (دارالعلوم دیوبند لاہور)، ص682، س-ن

7۔ ذوالفقار کاظم، ازواج مطہرات وصحابیات انسائیکلوپیڈیا، (فرید بک ڈپو پرائیویٹ لمیٹڈ)، 188، 184، 180

8۔ ذوالفقار کاظم، ازواج مطہرات وصحابیات انسائیکلوپیڈیا، (فرید بک ڈپو پرائیویٹ لمیٹڈ)، ص82، 86

9۔ ایضًا، ص، 166، 167

10۔یضًا، ص153، 149، 141

11۔ ایضًا، ص1، 164، 158، 157

12۔ ایضا، ص، 176، 177

13۔ذوالفقار کاظم، ازواج مطہرات وصحابیات انسائیکلوپیڈیا (فرید بک ڈپو)، ص180، 184، 180

14۔ ایضا، ص، 190، 189

15۔ محمد نافع، ابوسفیان اور ان کی اہلیہ، (دارالکتاب غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور)، ص، 25

16۔ ذوالفقار کاظم، ازواج مطہرات وصحابیات انسائیکلوپیڈیا (فرید بک ڈپو)، ص، 191، 197، 200

17۔ محمد خرم یوسف، ازواج مطہرات کے دلچسپ واقعات، (بیت العلوم، لاہور) ص، 125

18۔ذوالفقار کاظم، ازواج مطہرات وصحابیات انسائیکلوپیڈیا (فرید بک ڈپو)، ص، 139، 140

19۔ ایضا، 229، 227، 224

20۔ دو ہجری میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں مسلمانوں اور ابوجہل کی قیادت میں مکہ کے قبیلہ قریش کے درمیان ہوئی اس کو یوم الفرقان بھی کہا جاتا ہے (ابن خلدون، عبدالرحمن، تاریخ ابن خلدون، ط، 2003 حصہ دوم، ص، 283

21۔ 3ہجری میں مسلمانوں اور مشرکین مکہ کے درمیان وادی احد کے نزدیک ذوالحلیفہ کے مقام پر قائم ہوئی ایضا،ص،390

22۔ ذی القعدہ 6ہجری میں قریش مکہ اور اہل مدینہ کے درمیان ایک معاہدہ ہوا جو کہ حدیبیہ کے نزدیک ایک کنویں کے پاس تھا(ایضا،ص420

23۔ ندوی، معین الدین شاہ، سیر صحابہؓ (دارالاشاعت، کراچی، ط2004)، ص364،363

24۔ سن 11 / 12ہجری میں نبی ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر صدیق کے دور خلافت میں جھوٹے مدعیان نبوت مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ یمامہ لڑی گئی اس جنگ میں 600 سے 700 مسلمان جن میں 70 حفاظ صحابہ بھی شامل تھے شہید کیے گئے(العینی، علامہ بدر الدین ابی محمد محمود بن احمد، عمدۃ القاری، باب بن قتل المسلمون یو احد، ج17، ص163، ط؛ دار احیاہ التراث، العربی، بیروت)

25۔ محمد بن ابراہیم طرطوسی، مسند عبداللہ بن عمر، مترجم:(حافظ محمد فہد)ابو مومن منصور احمد، ص،41

26۔ ابن ملجم جنگ نہروان میں خوارج عبداللہ بن ملجم مرادی اس کو حجاج بھی کہتے ہیں حضرت علی کی شہادت کا باعث بنا۔(ابن خلدون، عبد الرحمن ، تاریخ ابن خلدون، ط، 2003 حصہ دوم، ص،530

27الجزری، عزالدین بن الدثیر بن محمد، اسد الغابہ،(المیزان ناشران و تاجران اردو بازار لاہور، حصہ ششم، ص 331،

28۔ شوال پانچ ہجری میں بنو نظیر کے قبیلے سفیان بن حرب اور مسلمانوں کے درمیان یہ جنگ ہوئی اس جنگ میں ایک خندق بھی کھودی گئی اس لیے اس کو غزوہ خندق کیا جاتا ہے(ابن خلدون، عبد الرحمن، تاریخ ابن خلدون، ط، 2003، حصہ اول، 396ص

29۔ سات ہجری میں مسلمانوں اور خیبر کے یہودیوں کے درمیان لڑی گئی۔(ایضا، حصہ اول، ص407،

30۔ 20رمضان آٹھ ہجری کو مسلمان اور قریش کے قبیلہ بنو خزاعہ کے درمیان یہ جنگ ہوئی نبی اکرم ﷺ نے اس جنگ کے بعد خانہ کعبہ کو بتوں سے صاف کرد

اس غزوہ کو فتح مبین بھی کہا جاتا ہے، ایضا، دوم ص586

31۔ مکہ اور طائف کے درمیان حنین اس جگہ کا دوسرا نام ہوازن ہے بنو ہوازن اور بنو ثقیف دو قبیلے طاقتور تھے قریش مکہ اور مسلمان کے درمیان یہ جنگ ہوئی اایضا، حصہ اول، ص445

32۔ ندوی، معین الدین شاہ، سیر صحابہ (دارالاشاد، کراچی، ط2004)، ص،،395

33۔ ابن کثیر، عماد الدین، ابولفدا، مترجم: پروفیسر اختر فتح پوری، تاریخ ابن کثیر،(نفیس اکیڈمی، کراچی، ط1987)ج5، ص25

34۔ ابن عبد البر، عمر یوسف بن عبداللہ بن محمد، الاستعیاب معرفۃ الاصحاب، ابن العجمی احمد بن ابراہیم،(9دار العربیہ و اسلامیات)ج4، ص،257،258

35۔ ندوی، معین الدین شاہ، سیر صحابہ (دارالاشاد، کراچی، ط2004)، ج2، ص،312،311

36۔ ابن کثیر، عماد الدین، ابولفدا، مترجم: پروفیسر اختر فتح پوری، تاریخ ابن کثیر،(نفیس اکیڈمی، کراچی، ط1987) حصہ سوم، ص283

37۔ القرآن 8؛41اعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

38۔ آپ کا نام اسحاق مالک بن اہیب تھا یہ عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں(ابن کثیر، عماد الدین، ابولفدا، مترجم: پروفیسر اختر فتح پوری، تاریخ ابن کثیر ،(نفیس اکیڈمی، کراچی، ط1987) حصہ ہشتم ص،409

۔39۔ عسقلانی، ابن حجر، الاصابہ فی تمیز صحابہ ،(مکتبہ رحمانیہ، لاہور)، جلد6، ص3،312

40۔ الجزری، عذ الدین بن الاثیر، اسد الغابہ،(المیزان ناشران و تاجران، لاہور)ج3،133،131،

41۔ مشرکین کا سردار تھا اس کا والد اخنس بن شریق جنگ بدر میں پیش تھا(ابن کثیر، عماد الدین، ابولفدا، مترجم: پروفیسر اختر فتح پوری، تاریخ ابن کثیر،(نفیس اکیڈمی، کراچی، ط1987)ج3، ص283

42۔ عسقلانی، ابن حجر، الاصابہ فی تمیز صحابہ ،(مکتبہ رحمانیہ، لاہور)، جلد6، ص313

43۔ ابن البر، عمر یوسف بن عبداللہ بن محمد، الاستیاب معرفۃ الاصحاب، ابن العجمی احمد بن ابراہیم،(9دار العربیہ و اسلامیات)ج4، ص200

[44]۔ محمد رضا، سیرت ابو بکر صدیق،(مکتبہ اسلامیہ، لاہور،2010)، ص50،33

45۔ محمد سعید بن الحسن، خاندان مصطفیٰ(مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد ط سوم 2005)، ص837

46۔ ابن عبد البر، عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد، الاستعیاب فی معرفۃ الاصحاب، ابن العجمی احمد بن ابراہیم، (9دار العربیہ واسلامیات) ج3، ص356

47۔ جنگ جمل 36 ہجری جماعت الاخر میں حضرت طلحہ حضرت عبد اللہ بن زبیر، حضرت عائشہ کے درمیان لڑی گئی حضرت عثمان کے قاتل کو پکڑ کر قصاص لینے کے لیے (محمد بن سعد، طبقات ابن سعد، حصہ دوم، ص158)۔ جنگ صفین حضرت علی اور حضرت معاویہ کی کے درمیان صفین کے مقام پر 37 ہجری میں لڑی گئی طبقات ابن سعد، حصہ سوم، ص158

48۔ صحابی رسول تھے اور جنگ یرموک میں شہید ہوئے (ابن خلدون، عبد الرحمن، تاریخ ابن خلدون، ط،2003،، حصہ اول، ص612

49۔ عسقلانی، ابن حجر، الاصابہ فی تمیز صحابہ (المکتبۃ العصریہ،2010ج)، ج6، ص130

50۔ ایضا، ج3، ص212

51۔ شبلی نعمانی، الفاروق، (اردو بازار، کراچی، ط اول 1991)، ص

52۔ الجزری، عذ الدین بن الاثیر، اسد الغابہ، (المیزان ناشران وتاجران، لاہور) حصہ ششم، ص473

53۔ عبد اللہ ابن البر، عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد، الاستیاب معرفۃ الاصحاب، ابن العجمی احمد بن ابراہیم، (9دار العربیہ واسلامیات)ج4، ص273۔

54۔ عسقلانی، ابن حجر، الاصابہ فی تمیز صحابہ (المکتبۃ العصریہ،2010ج)، ج4، ص،202،201

55۔ عسقلانی، ابن حجر، الاصابہ فی تمیز صحابہ (المکتبۃ العصریہ،2010)، حصہ 8، ص،355،354

56۔ ندوی، معین الدین شاہ، سیر صحابہ (دار الاشاد، کراچی، ط2004)، حصہ،6، ص،53،54،554،458،457

57۔ عسقلانی، ابن حجر، الاصابہ فی تمیز صحابہ (المکتبۃ العصریہ،2010)، حصہ 8، ص353،351

58۔ ندوی، معین الدین شاہ، سیر صحابہؓ (اردو بازار کراچی، ط،2004) ص360،359،358،357